

## Lesson 23. Al-Baqarah (Ayaat 183 - 188): Day 81

## سُورَةُ الْبَقَرَةِ کی تفسیر

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پر ہیزگار بنو۔

ہمیں پکارا گیا ہے۔ ہم سب کو مخاطب کیا گیا ہے۔ ہم سب کے لئے حکم آگیا۔ کتب کے معنی ہیں کہ لکھنا لیکن اگر ساتھ علی آگیا ہے تو فرض کے معنی ہیں۔ تو وہ سب لوگ جو ایمان لائے ہیں ان پر روزے فرض ہیں لیکن اس کو صرف اپنے لئے مشکل نہ سمجھو، تم سے پہلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ کاش مسلمان نہ ہوتے تو روزے نہ رکھنے پڑتے۔ تو تمام الہامی مذاہب میں روزے فرض تھے۔

۲ھ میں جنگِ بدر سے پہلے روزہ فرض ہوا تھا۔ ۱۳ سال مکہ میں روزہ فرض نہیں تھا۔

روزہ کیا ہے؟ صبح صادق سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور شوہر بیوی کے تعلقات سے رُکنے کا نام روزہ ہے۔ روزے میں بہت سارے جائز کام بھی ناجائز ہو جاتے ہیں۔ روزے کے معنی ہیں کہ کسی چیز سے رک جانا۔ پورے قرآن میں یہ پتا نہیں چلتا کہ روزے کب رکھو۔ یہ بات ہمیں حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ روزے رمضان میں رکھیں۔ یہاں سے حدیث کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ آدم سے لے کر نبی پاک تک روزے فرض رہے ہیں۔

ہم روزے کیوں رکھیں تاکہ تقویٰ حاصل کریں۔ ہم یہ بات سمجھ جائیں تو ہمیں روزے کبھی مشکل یا برے نہیں لگیں گے۔ ہم سال میں گیارہ مہینے جسم کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ یعنی کھانا پینا، نیند اور میاں بیوی کے تعلقات۔ تو سال میں ایک مہینہ روزے رکھ کر ہم روح کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔ نفس کو ہم جتنا مرضی خوش رکھیں یہ اور پھولتا رہتا ہے۔ جسم سُست اور نرم مزاج ہو جاتا ہے۔

عام دنوں میں زیادہ اہمیت دن کی ہوتی ہے۔ سارے کام دن کو کرتے ہیں۔ رات کو زیادہ تر سو جاتے ہیں۔ رمضان میں رات کی اہمیت ہوتی ہے۔ رات کو کھانا کھاتے ہیں۔ عبادت بھی رات کو ہوتی ہے۔ اسلامی ملکوں میں دکانیں بھی رات کو کھل جاتی ہیں۔ جس طرح ہم رمضان میں ہم دن سے زیادہ رات کی فکر کرتے ہیں اسی طرح ہم جسم کے ظاہر سے زیادہ ہم جسم کے اندر روح کی فکر کریں گے۔

ہمارے ظاہری وجود کو تو ہم کھانا کھلاتے رہتے ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ ہمارا اندر کا جسم یعنی روح حاکم ہو۔ تو ہمیں روح کو خوش رکھنے کے لئے بھی کچھ کام کرنے پڑتے ہیں۔ یعنی عبادت اور روزہ وغیرہ۔

جسم مٹی سے بنایا ہے۔ جسم کو مٹی والی چیزیں اچھی لگتی ہیں۔ یعنی کھانے کی سب چیزیں مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔ جسم کو آرام کی بھی عادت پڑتی ہے۔

روح آسمان سے آئی ہے۔ اللہ نے ہمارے اندر روح پھونکی ہے۔ جسم کو کھانا کھا کر خوشی ملتی ہے لیکن روح کو عبادت کر کے خوشی ملتی ہے۔ مومن فطری طور پر روح کے تقاضے پورے کرتے ہیں۔

صرف کھانے پینے کی باتیں نہ کریں۔ اللہ ہماری روح کو غالب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر ہماری روح نفس المطمئنہ بن جاتی ہے۔ سورۃ الفجر میں ہے؛

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٤﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٥﴾ اے اطمینان  
پانے والی روح! ﴿٢٤﴾ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

مومن کی زندگی پُر سکون ہوتی ہے۔ اندر سے خوش ہوتا ہے۔

اب اگر آپ کو کوئی تحفہ ملتا ہے جو باہر سے بہت خوبصورت ہے لیکن اگر اندر ایک چیز ہے۔ تو ڈبہ  
چاہے جتنا مرضی خوبصورت ہو تو ہم ایک دن پھینک ہی دیں گے۔ اصل چیز ہم اندر والی رکھ لیں گے۔  
جسم نے ایک دن قبر میں چلے جانا ہے یا ختم ہو جانا ہے۔ اصل چیز روح ہے۔ وہ باقی رہے گی۔

اسی روح کو خوش رکھنے کے لئے ہم روزے رکھتے ہیں۔ آج ہم جسم کو خوش کرنے کی فکر میں لگے رہتے  
ہیں۔ بیوٹی پارلر، بوتیکس، ریسٹورنٹس کس کو خوش کر رہے ہیں؟ دکانیں، بازار، سب کچھ جسم کو راضی  
کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ تو عادت ڈالنے کے لئے ہم پر روزے فرض کئے گئے۔

اللہ چاہتا ہے کہ روح کو ہمارے اوپر غلبہ ہو۔ روزے میں حلال کام بھی روک دئے گئے۔

تو روح طاقتور ہوگی تو جسم کو کنٹرول میں رکھے گی۔ روح حاکم ہوگی تو وہ اچھے کام کروائے گی۔

جس کو ڈپریشن ہو وہ اللہ کی کتاب سے جڑ جائیں۔ مومن کی جنت اس کے اندر ہے۔ روزہ سیلف  
کنٹرول کا نام ہے۔ حدیث کی کتابوں سے ہمیں یہی پیغام ملتا ہے کہ؛

جس نے جھوٹ بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا پھر اللہ کو اس کی پرواہ نہیں کہ وہ کھانا یا پینا  
چھوڑ دے۔

صرف روزے پینے سے رکناروزہ نہیں بلکہ بُرے کاموں سے رُکنا بھی لازم ہے۔ حدیث ہے کہ اگر کوئی آپ سے لڑے تو اس سے کہہ دیں کہ میں روزے سے ہوں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے۔

روزے کہ حالت میں بہت سی چیزوں سے رُکنا ہے۔ رمضان اور رمضان کے بعد بھی بُرے کاموں سے رُکیں۔ مومن کے نہ تو کھانے میں اتنا فرق پڑتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے اور روزے میں یا بغیر روزے تمام بُرے کاموں سے رُکنا ہے۔ بیکار کاموں سے دور رہتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ تہجد کی بجائے ترواح پڑھ لیتا ہے۔

مومن فطرت پر ہوتا ہے۔ مومن کے رمضان اور بغیر رمضان میں معمولی فرق ہوتا ہے۔

منافق سارا سال اپنی مرضی کرتا ہے۔ اس کا تقویٰ چاند کے ساتھ گھٹتا اور بڑھتا ہے۔ شروع کے کچھ دن روزے رکھے گا پھر ڈھیلا لیکن آخری دنوں میں پھر چست ہو جاتا ہے۔ عید کی رات سے ہی اپنے بُرے کاموں میں مصروف۔ کچھ لوگ تو رمضان آنے پر ہی ناراض ہوتے ہیں۔

مومن کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بات کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان ایک ٹریننگ سیشن ہے۔ یہ ہمارے لئے تربیت کا موقع ہے۔ اب تو غیر مسلموں نے بھے روزے کے فائدے بتا دئے ہیں۔ روزے کے بے شمار فائدے ہیں۔ اس لئے شعور سے روزے رکھیں۔ تاکہ تقویٰ پیدا ہو۔

اللہ نے آپ کو موقع دیا ہے، اس لئے اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اس سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے والا بنادے۔

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۖ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ وَعَلَىٰ  
 الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ ۗ وَأَنْ  
 تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۸۴﴾ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو  
 شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کر لے اور جو لوگ روزہ  
 رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں اور جو کوئی شوق  
 سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر  
 ہے۔

گنتی کے چند دن؛ اس میں تسلی بھی ہے اور حکم بھی ہے۔ کہ جلدی سے گزر جائینگے۔ کیوں گھبراتے  
 ہو۔ اگر چھوٹ گئے تو پورے کرنے پڑینگے۔ یعنی اگر کوئی مسافر ہو یا مریض ہو۔ روزہ فرض ہے اور اگر  
 کسی مجبوری سے چھوٹ جاتا ہے۔ مثلاً بیماری وہ بھی ایسی بیماری جس میں صحت مزید خراب ہونے کا ڈر  
 ہو۔ یہ نہیں کہ انگلی پر کٹ لگا گیا ہے اب روزہ چھوڑ دوں۔ پھر دوسرے دنوں میں پورے کر لیں۔  
 سفر میں روزہ چھوڑ سکتے ہیں۔ اسلام میں سفر ہمیشہ با مقصد ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر ادھر گھومنے چلے  
 جائیں۔ بس جلدی سے کام کریں اور واپس آجائیں۔ ایک حدیث میں سفر کو عذاب کا ٹکڑا کہا گیا ہے۔  
 اب اسلام تو اجازت دے دی ہے آپ چاہے جہاز پر سفر کریں یا گھوڑے پر۔ اگر رکھ سکتے ہیں تو آپ  
 کی مرضی ہے لیکن اگر چھوڑنا چاہیں تو رخصت موجود ہے۔ ہاں اگرے چھوڑیں تو بعد میں پورے  
 کرنے پڑیں گے۔

اسلام ایک یونیورسل مذہب ہے۔ بعض اوقات لوگ امریکہ سے سفر کریں تو پاکستان جاتے ہوئے وقت کا بہت فرق ہو جاتا ہے اور روزہ بہت لمبا ہو سکتا ہے۔

عربی زبان میں گنتی مختلف ہوتی ہے۔ عربی کی گنتی میں مذکر اور مؤنث گنتی میں فرق ہوتے ہیں۔ اور ہر دس نمبرز کے بعد بھی فرق ہے۔ عربی میں عدد سے معدود اور پھر۔ **مَعْدُودَاتٍ** ط اس کا اطلاق تین پر ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ شاید پہلے جو تین روزے رکھتے تھے اس کو طرف اشارہ ہے۔

جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں اس میں اس طرف اشارہ ہے جب روزہ فرض نہیں کیا گیا تھا۔ اس کی کافی تفسیریں ہیں۔ **لیکن آج حکم یہی ہے کہ روزہ فرض ہے اور اگر نہ رکھ سکیں تو ایک مسکین کھانا کھلا دیں۔ جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔** وقتی طور پر کفارہ پورا ہو گیا۔ لیکن اگر بعد میں اگر خود بھی رکھنا چاہیں تو رکھ لیں۔ ہمارے بعض مفسروں نے ان پر اپنی زندگیوں میں بہت کام کیا ہے۔

نبی پاکؐ نے فرمایا کہ اللہ فرماتے ہیں روزہ میرے لئے ہے اس کا اجر بھی میں دوں گا۔ حدیثِ قدسیٰ نبی پاکؐ نے خود تمام فرض روزے رکھے۔ اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ روزہ ایک چھپی ہوئی عبادت ہے۔ جو بھی نماز پڑھے گا تو ہمیں پتا چل جاتا ہے۔ جب صدقہ دیتے ہیں تو کم از کم ایک بندے کو تو پتا چل جاتا ہے۔

روزہ بندے اور انسان کے درمیان تعلق ہے۔ اللہ سے محبت اور تقویٰ کرنے والا ہی روزہ رکھتا ہے۔

**شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ**

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے۔

رمضان کے روزے صرف رمضان کے مہنتے میں فرض ہیں۔ روزہ ہمارے لئے **هُدًى لِلنَّاسِ وَ**  
**بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ**۔ رہنمائی، ہدایت کی نشانیاں، حق و باطل کو الگ کرنے والا۔  
آیت کے شروع سے لے کر رمضان کے ناطے سے بات ہے۔

رمضان کے دو تحفے ہیں۔ قرآن کا نزول رمضان کے مہینے سے شروع ہوا تھا۔ دوسری بات یہ قرآن تقریباً ۲۲ سال، چھ مہینے اور کچھ دنوں میں مکمل ہوا۔ پہلی وحی **اقرا باسمک** رمضان کے مہینے میں ہوئی تھی۔

نزول قرآن کے دو مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ کے پاس قرآن لوح محفوظ میں ہے۔

اللہ نے اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس کو یوں سمجھ لیں کہ پھر رمضان کے مہینے میں یہ اللہ نے

اپنے بڑے سٹور سے نکال کر پہلے آسمان پر رکھ دیا جہاں سے اس کا دوسرا نزول اس دنیا میں شروع ہو گیا۔ اور پھر یہ تقریباً ۲۲ سال اور چھ مہینے میں مکمل ہو گیا۔ جس میں سے تقریباً ۱۲ سال مکہ میں اور ۱۰ سال مدینہ میں نزول کے تھے۔

رمضان کی شان قرآن سے ہے۔ رمضان میں بھوک کی حالت میں جب قرآن پڑھتے ہیں تو اس کی حالت ہی اور ہوتی ہے۔ نبی پاکؐ ہر سال رمضان میں جبرائیلؑ کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے تھے۔ یعنی پڑھتے اور دہراتے تھے۔ نبی پاکؐ کی زندگی کے آخری سال میں آپؐ نے قرآن دوبار مکمل کیا۔

قرآن سے ہدایت ایسے ملتی ہے کہ جب قرآن کو اپنی زبان میں سمجھا جائے۔ جو اس کا معنی ہی نہیں جانتے تو ان کا رہنمائی کیسے ملے گی۔ جیسے کوئی بھی چیز استعمال میں لانے سے پہلے ہم اُس کے استعمال کی ہدایات پڑھتے ہیں۔

آج انسانیت میں جو دکھ ہیں۔ خاندان میں جو مسائل ہیں۔ وہ اسی لئے ہیں کہ ہم اپنی زندگی قرآن کے مطابق نہیں گزارتے۔ اب خود دیکھ لیں کہ اگر ہم نے ایک شہر سے دوسرے شہر جانا ہو تو وہاں جانے کی ہدایات کو چاہے ہم گھول کر پی لیں یا سر پر رکھ لیں تو کیا ہمیں وہاں جانے کا راستہ معلوم ہوگا؟ اب یہی حال کل روز قیامت ان لوگوں کو ہونے والا ہے جو اس قرآن کو کتابِ ہدایت نہیں بس تعویز اور برکت کی کتاب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب سے ہمیں زندگی کے تمام معاملات کی ہدایات ملتی ہیں۔ ہمیں زندگی کو گزارنے کے طریقے سمجھ آتے ہیں۔

اللہ ہمیں اُمتِ وسط بنا رہا ہے۔ ہماری رہنمائی فرما رہا ہے۔ ہماری کتنی خوش قسمتی ہے۔

صرف مستند باتیں آگے پہنچایا کریں۔ بچپن کی سُنی ہوئی باتوں کو قرآن کی روشنی میں دیکھیں۔ یہاں **هُدًى لِلنَّاسِ** کا لفظ نکرہ ہے۔ یعنی عام طور پر تو رہنمائی ہے۔ لیکن اصل ہدایت اس کو ملے گی جو قرآن کو سمجھے گا۔ **الْهُدًى** یعنی دنیا اور آخرت کی کامیابیاں ملیں گی۔ آج اسی لئے مسلمان دنیا میں زلیل و خوار ہیں۔ ہر الزام ہم پر لگ رہا ہے۔ یہ کتاب ہمارے لئے رہنمائی نہیں رہی کیونکہ نہ ہم اس کا سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کر رہے ہیں۔



آپ دیکھیں سونا کہاں خالص ہوتا ہے جہاں سے نکلتا ہے۔ بعد میں اس میں کھوٹ ملائی جاتی ہے۔ اس لئے اصل ہدایت اور رہنمائی اسی کتاب سے ملے گی۔ اور سنت سے ہمیں اس پر عمل کرنے کی مثال ملے گی۔ قرآن اور سنت ہمارا اصل Source ہیں۔ قرآن سے دل کھلتے ہیں۔ یہ جس معاشرے میں آیا وہ ان پڑھ معاشرہ تھا۔ نبی پاک اُمّی تھے۔ یہ ہر ایک کو سمجھ آتا ہے۔ بس سمجھنے والا دل ہونا چاہئے۔ آج کے ہر مسلمان پر یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ اس کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۚ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَىٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٨٥﴾

تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کر لے۔ خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کر لو اور اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔

یعنی چاند دیکھنا سنت ہے تو جو کوئی اس مہینے کے چاند کو دیکھ لے یعنی پالے۔ دس سال پہلے کیلنڈر نہ بنا لیں۔ یعنی چاند کے مشاہدے کے بعد رمضان شروع ہو گا۔ رمضان کا تعلق چاند سے ہے۔

کیونکہ حکم بدلا ہے یہاں روزہ فرض ہو گیا۔ اس لئے دوبارہ بات کی گئی ہے۔ کہ مریض اور مسافر کی سہولت روزے کے فرض ہونے کے باوجود موجود ہے۔

رسول پاک کی زندگی کا ہر بڑا کام رمضان میں ہوا۔ ہجرت۔ جنگ بدر۔ اور مکہ فتح ہوا۔

فتح مکہ کے وقت عصر کا وقت قریب تھا۔ آپ اور آپ کے ساتھی روزے سے تھے۔ کچھ ساتھی نڈھال ہو گئے تو آپ نے ایک پانی کا پیالہ لے کر پانی پیا اور باقی صحابہ کرام نے بھی روزہ کھولا۔

جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کر لے۔ اس سے ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جو روزے مجبوری میں چھوڑے جائینگے وہ بعد میں پورے کرنا ضروری ہیں۔ یعنی حیض و نفاس والی خواتین جو مجبوری کی وجہ سے روزے چھوڑیں گی وہ ان کو بعد میں رکھیں گی۔

حضرت عائشہ کا قول ہے کہ ہم پر حیض کی حالت میں چھوڑی ہوئی نمازیں پوری کرنا فرض نہیں ہے لیکن حیض کی وجہ سے چھوڑے ہوئے روزے رکھنا لازم ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ اگر آپ میں سے کسی نے کوئی روزے مجبوری میں چھوڑے ہیں تو ان کو ضرور اب پورے کر لیں۔

اس احسان کے بدلے کہ خدا نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو۔ رمضان کے بعد میں عید ہے اور پھر ہم تکبیرات پڑھتے ہیں۔ یہاں اس کی طرف اشارہ ہے۔ رمضان میں ہمیں ہدایت ملتی ہے۔ دورہ قرآن کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔ دین کی اصل روح یہی کہ اللہ کا شکر ادا کریں۔ جن کو قرآن مل گیا اور ہدایت مل گئی۔ اللہ نے ہمیں اپنے دین کے کام کے لئے چن لیا۔

جو مریض صحت مند نہ ہوں سکیں جیسے بڑھاپہ، زیا بیطس یا دل کے مریض تو وہ اپنے روزے کا کفارہ یعنی ایک وقت کا کھانا کسی کو دیں گے۔

جو مریض صحت مند ہو جائیں۔ یعنی کوئی چھوٹی بیماری تھی، یا عورت کے ہاں بچہ ہونے والا تھا یا عورت بچے کو دودھ پلاتی تھی تو اس طرح کے مریض کسی کو کھانا بھی کھلائیں گے اور بعد میں بعد میں روزے بھی رکھیں گے۔

کفارے سے مراد یہ ہے کہ آپ کسی غریب یا مسکین کو کھانا دیں۔ اس بندے کا روزہ رکھنا لازم نہیں ہے۔ آپ سب روزوں کا کھانا کٹھا بھی دے سکتے ہیں یا ساتھ ساتھ بھی۔ وہ چاہے تو خود کھائیں یا اپنے بچوں کو کھلا دیں۔